QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

قرآن کریم میں غور و فکر کے مقاصد و نتائج: علمی و عملی جہات کا تحقیقی مطالعہ

" OBJECTIVES AND OUTCOMES OF REFLECTION IN THE HOLY QUR'AN: AN ANALYTICAL STUDY OF INTELLECTUAL AND PRACTICAL DIMENSIONS"

Awais Idrees asim
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, UET Lahore.
avish766@gmail.com
Moazzam Ali Idrees
PhD Scholar, Department of Usooludeen (Tafseer), IIUI Islamabad.
mouzzam275.edu@gmail.com
Muhammad Aqib
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, UET Lahore.
aqib.ch707@gmail.com

Abstract:
Reflection (Tafakkur) and contemplation (Tadabbur) are central Qur'anic themes through which the Holy Qur'an cultivates human intellect, purifies the soul, and guides individuals and societies toward righteousness. This research article examines the Qur'anic emphasis on deep thinking, pondering over divine signs, and understanding the ultimate realities of life. Through an analytical and thematic study of relevant Qur'anic verses, the paper identifies several key outcomes of Qur'anic reflection, including intellectual awakening, spiritual elevation, moral refinement, social consciousness, and the strengthening of faith. The study further highlights how Qur'anic contemplation shapes human behavior, nurtures wisdom, and contributes to the development of a balanced and ethical society. Recommendations are also offered to promote a culture of Qur'anic reflection in contemporary Muslim communities.

Keywords: *Qur'anic Reflection, Tafakkur, Tadabbur, Spiritual Development, Intellectual Growth, Ethical Transformation, Qur'anic Studies, Faith and Reason, Islamic Thought*

تمہید:

قرآنِ کریم محض تلاوت کی کتاب نہیں، بلکہ انسان کو فکر و شعور کی نئی جہتیں عطا کرنے والی آسمانی رہنمائی ہے۔ یہ کتاب متعدد مقامات پر انسان کو غور و فکر، تدبر، مشاہدہ اور عقل کے استعمال کی دعوت دیتی ہے۔ کبھی کائنات کی تخلیق کو دلیل بنایا جاتا ہے، کبھی تاریخِ اقوام کو نمونۂ عبرت بنا کر پیش کیا جاتا ہے، اور کبھی انسانی نفس کی باریکیوں کو سمجھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم انسانی عقل کو بیدار کر کے اسے سطحی سوچ سے نکال کر حقیقت کے گہرے ادراک تک پہنچاتا ہے۔

غور و فکر کا یہ طریقۂ قرآنی صرف علمی گہرائی پیدا نہیں کرتا، بلکہ انسان کی روحانی، اخلاقی، سماجی اور تہذیبی تشکیل میں بنیادی کردار بھی ادا کرتا ہے۔ آج کے سائنسی، فکری اور تہذیبی چیلنجز کے دور میں قرآن کے اس پہلو کو نئے زاویوں سے سمجھنے کی ضرورت کہیں بڑھ گئی ہے۔ موجودہ تحقیق اسی اہم ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے قرآنِ کریم میں غور و فکر کے مختلف ثمرات، فوائد، اور اثرات کا جامع جائزہ پیش کرتی ہے۔

قرآن میں تدبر و فکر

یہ سب سے بڑی نعمت اور فائدہ ہے کہ اللہ کے کلام میں تدبر انسان کے دل میں ایمان پیدا کرتا ہے اور اسے اس کے تقاضوں کے مطابق بلند کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صرف اللہ کی رضا کو اپنی سب سے بڑی منزل اور مقصد سمجھنے لگتا ہے اور اس کے علاوہ کسی چیز کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی کسی اور چیز کو اس سے بہتر سمجھتا ہے، سوائے اس کے کہ وہ چیز اسے اللہ کی طرف لے جانے والی ہو یا اس کا ذریعہ بنے۔ لیکن اگر تدبر بغیر کسی غور و فکر یا عمل کے صرف تدبر کے طور پر ہو، تو پھر اس کا انجام مبہم ہو گا اور اس کا مقصد فوت ہو

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جائے گا، کیونکہ شارع حکیم نے قرآن کو محض تدبر کے لیے نہیں نازل کیا، بلکہ اس کا بنیادی مقصد ہدایت دینا ہے، اور بنیادی طور پر وہ لوگ اس سے مستفید ہوتے ہیں جو زمین پر اللہ کے خالص بندے ہیں۔ لہٰذا، قرآن حقیقی طور پر نفع بخش نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسے سمجھا نہ جائے، اس پر غور نہ کیا جائے، اور اس کے مطابق عمل نہ کیا جائے۔ علامہ سعدیؒ فرماتے ہیں:

"اور جب بھی بندہ قرآن میں تدبر کرتا ہے، وہ علم و عمل میں بصیرت کے ساتھ بڑھتا ہے۔"[1]

علامہ ابن عثیمینؒ فرماتے ہیں:

"پس قرآن میں تدبر کے بغیر اس کے معانی کو مکمل طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔"[2]

ابن قیمؒ تدبر اور غور و فکر کے بارے میں فرماتے ہوئے کہتے ہیں: انسان کے لیے اس دنیاوی زندگی اور آخرت میں قرآن کے تدبر سے بڑھ کر کوئی چیز نفع مند نہیں ہے اور یہ کہ اپنے خیالات کو اس کی آیات کے معانی پر مذکور کرے۔ مثلاً:

•انسان خیر و شر کے تمام پہلوؤں کو مکمل طور پر سمجھ سکتا ہے۔

- اس کی راہوں، اسباب، نتائج اور ان کے انجام پر غور کر سکتا ہے۔
- تدبر ان کے ہاتھ میں خوشی کے خزانے اور نفع بخش علوم کی کنجیاں تھما دیتا ہے۔
- ان کے دل میں ایمان کی بنیادیں مضبوط کرتا ہے۔
- ان کے دل میں دنیا اور آخرت کی حقیقت یا جنت و دوزخ کا تصور بٹھا دیتا ہے۔
- انہیں قوموں کے حالات سے آگاہ کرتا ہے اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاتا ہے۔
- انہیں نصیحت کے مقامات دکھاتا ہے۔
- انہیں اللہ کے عدل اور اس کے فضل کا مشاہدہ کراتا ہے۔
- انہیں اللہ کی ذات، اس کے اسماء، صفات، افعال، اس کی پسند و ناپسند اور اس تک پہنچنے کے راستے کی معرفت دیتا ہے۔
- انہیں راستے کی رکاوٹوں اور ان کے خطرات سے آگاہ کرتا ہے۔
- انہیں نفس اور اس کی صفات کا تعارف کراتا ہے۔
- انہیں اعمال کے بگاڑنے والے اسباب اور ان کے اصلاحی طریقے سکھاتا ہے۔
- انہیں جنتیوں اور دوزخیوں کے راستے کی پہچان کراتا ہے۔
- ان کے اعمال، احوال اور نشانیوں سے روشناس کراتا ہے۔
- نیک بخت اور بد بخت لوگوں کے درجات بیان کرتا ہے۔[3]
- مخلوق کی اقسام، ان کے جمع ہونے اور جدا ہونے کے اسباب واضح کرتا ہے۔ یہاں تک کہا کہ قرآن کریم کے معانی کبھی ختم نہیں ہوتے۔
- بندہ اپنے رب کے حسین وعدے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔
- اسے اس کے وعدے کی سزا سے ڈراتا اور خوف دلاتا ہے۔
- اسے بلند درجات اور اعلیٰ منازل کی طرف ترغیب دلاتا ہے۔
- اسے بدعات اور گمراہی کے راستے اختیار کرنے سے روکتا ہے۔

---

[1] عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی، ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن ناصر بن عبداللہ بن ناصر آل سعدی، تفسیر السعدی (تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنّان) مکتبۃ المعارف، ریاض، ص189-190

[2] محمد بن صالح العثیمین، تفسیر القرآن الکریم (ریاض: دار ابن الجوزی، ۱۴۲۶ھ)، ج1، ص20

[3] ابن القیم الجوزیہ، شمس الدین محمد بن ابی بکر، مدارج السالکین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1996ء، ج1، ص485-486

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

- اسے حلال اور حرام کی حدود پر ٹھہراتا ہے تاکہ وہ مصیبت میں نہ پڑے۔
- جب اس کا عزم کمزور پڑے تو اسے پکارتا ہے: "قافلہ آگے بڑھ گیا اور تم دلیل سے فوت ہو گئے، پس تو بھی پیچھے رہ جانے والا نہ بن، پس روانگی کا وقت ہے۔"

قرآن کے غور و فکر، تدبر، اور اس کے سمجھنے میں کئی گنا حکمتیں اور فائدے ہیں، اور خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب سے بڑی دولت ہے، جو فکر کو اس کے حقیقی معنی تک پہنچا دیتی ہے[4] جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آیات اور اس کے ذریعے درج ذیل باتوں کو جانا جا سکتا ہے:

1۔ رب کس چیز کی طرف بلاتا ہے۔

2۔ اس تک پہنچنے کا راستہ۔

3۔ جو شخص اس پر عمل کرے، اس کے لیے کیا عزت و مقام ہے۔ اور اس کے مقابلے میں تین اور چیزیں پہچانی جا سکتی ہیں:

4۔ شیطان کس چیز کی طرف بلاتا ہے۔

5۔ اور اس تک پہنچنے والا راستہ۔

6۔ اور جو اس کی دعوت قبول کرے، وہ رسوائی اور عذاب سے دوچار ہو گا جب وہ اس (مقام) تک پہنچے گا۔[5]

اور علامہ سعدی فرماتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں تدبر:

- یہ علم اور معرفت کی کنجی ہے۔
- اور اس کے ذریعے ہر بھلائی حاصل کی جاتی ہے۔
- اور اس سے تمام علوم اخذ کیے جاتے ہیں۔
- اور اس سے دل میں ایمان بڑھتا ہے اور اس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ وہ اپنے معبودِ برحق کو پہچانتا ہے۔ اور اس کی کامل صفات کو جانتا ہے۔ اور وہ چیزیں پہچانتا ہے جو اس سے نقائص دور کرتی ہیں۔
- اور اس راستے کو جانتا ہے جو اس تک پہنچاتا ہے اور اس کے اہل کی صفات کو پہچانتا ہے۔
- اور وہ اس (قیامت) کے وقت کی اہمیت کو سمجھتا ہے جب سزا کے اسباب موجود ہوں گے۔
- اور جتنا بندہ اس پر تدبر کرتا ہے، اتنا ہی اس کا علم، عمل اور بصیرت بڑھتی ہے۔[6]

جو جو شخص قرآن پر تدبر کرے گا، وہ اس کے ذریعے دینی اور دنیوی فوائد اور بھلائیاں حاصل کرے گا۔ سب سے اہم فوائد اور ثمرات میں سے یہ ہے کہ اسے حسب ذیل چیزوں کے مطابق سمجھا جائے:

اللہ کے دین پر ثابت قدمی حاصل کرنا:

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری سنت"

پس، اللہ کی کتاب مومنوں کے لیے ثابت قدمی کے سب سے بڑے ذرائع میں سے ہے، اور اللہ نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے تدریجی طور پر نازل کیا تاکہ نبی کریم ﷺ کے دل کو اس سے مضبوط کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ﴾[7]

---

[4] ابن القیم الجوزیہ، شمس الدین محمد بن ابی بکر، مدارج السالکین، ج1، ص451

[5] ابن القیم الجوزیہ، شمس الدین محمد بن ابی بکر، مدارج السالکین، ج1، ص452

[6] تفسیر السعدی، ج1، ص189

[7] الفرقان: 32

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

”اور ان لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا، یہ قرآن اس پر ایک ہی بار کیوں نہ نازل کر دیا گیا؟ اسی طرح (ہم نے اتارا) تاکہ ہم اس کے ساتھ تیرے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا، خوب ٹھہر کر پڑھنا“

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن مومنین کی ثابت قدمی کے لیے نازل کیا گیا۔

﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾[8]

”کہہ دے اسے روح القدس نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے، تاکہ ان لوگوں کو ثابت قدم رکھے جو ایمان لائے۔“

پس، قرآنِ کریم ثابت قدمی کے سب سے بڑے ذرائع میں سے ہے، کیونکہ یہ ایمان کو اللہ کی رضا کے مطابق مضبوط کرتا ہے۔ اسی لیے ہم اللہ تعالیٰ سے تدبر کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[9]

”یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔“

عقل سلیم والے اس چیز کو یاد رکھیں جو اللہ نے ان پر فرض کی ہے۔[10] پس، انتہا یہی ہے یاد دہانی رہے اور اللہ سے تعلق مضبوط کیا جائے۔

اعمال کی درستی اور پھر اس کی قبولیت:

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:

کتاب و سنت سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ کسی بھی عمل کے صحیح ہونے کے لیے درج ذیل دو شرائط ضروری ہیں:

1۔ یہ کہ اس عمل کا کرنے والا خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے قصد کرے۔

2۔ یہ کہ وہ عمل اللہ کی شریعت کے مطابق ہو، جو کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت میں مذکور ہے۔[11]

پس، اگر عمل میں سے ایک شرط بھی غائب ہو، تو وہ شیطان کے لیے دو میں سے ایک دروازہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا، عمل نہ تو صحیح ہوگا اور نہ ہی مقبول۔ اور یہ آخری شرط (موافقت) صرف اسی کو نصیب ہوتی ہے جو اللہ کی مراد کو جان لے، اور بغیر علم کے ہم اپنے نفس اور خواہشات کے تابع ہو جاتے ہیں، جبکہ اللہ کی مراد اس کے کلام پر تدبر کیے بغیر نہیں سمجھی جا سکتی۔ اور جو شخص اللہ کی مراد کو جان لے اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے، تو امید ہے کہ اس کے عمل کو قبولیت ملے گی۔

عمل کے لیے یقین کا پیدا ہونا:

علامہ سعدیؒ فرماتے ہیں قرآن میں تدبر کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ یقین کے اعلیٰ درجے تک پہنچتا ہے اور علمِ نافع حاصل کرتا ہے۔[12] کیونکہ جب وہ اللہ کے کلام کے کچھ حصے کی تصدیق کرتا ہے، تو وہ دوسرے حصے کی بھی تصدیق کرتا ہے۔

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ﴾[13]

”کہہ دے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بیشک جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا تو انھوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے۔“

پس، جب جنات نے قرآن سنا، تو انہوں نے تدبر کیا اور سمجھا، اور پھر اسی سمجھ کی بنیاد پر فوراً عمل کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[8] النحل: 102

[9] ص: 29

[10] التفسیر المیسر، ج 8، ص 185

[11] التوسل، ج 1، ص 122

[12] تفسیر السعدی، ج 1، ص 189

[13] الجن: 1-2

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

﴿فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ﴾[14]

”پھر جب وہ پورا کیا گیا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس لوٹے۔“

سید قطبؒ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی قوم کی طرف دوڑنے کی جلدی نہیں کی، بلکہ ان کے دل میں ایک نئی چیز کی بھرمار ہوگئی۔ ان کے جذبات میں ایک طاقتور، غالب عنصر پیدا ہوگیا جس نے انہیں حرکت میں آنے اس کی اہمیت کو سمجھنے اور دوسروں تک اس کا پیغام پہنچانے پر مجبور کر دیا۔[15]

امام طبریؒ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[16]

”یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں“

تاکہ لوگ اللہ کی حجتوں پر غور کریں، جو اس میں بیان کی گئی ہیں، اور اس کے احکام پر عمل کریں۔[17]

فوری اور دائمی فائدے کے لئے یاددہانی کا حصول اللہ تعالیٰ نے کتاب کے نزول کا فائدہ بیان فرمایا:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[18]

”یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾[19]

”ہرگز نہیں! یقیناً یہ ایک یاددہانی ہے۔ تو جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور وہ نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ چاہے، وہی لائق ہے کہ (اس سے) ڈرا جائے اور لائق ہے کہ بخش دے۔“

طبری نے کہا: یعنی وہ غور و فکر کرتا ہے، پس وہ نصیحت حاصل کرتا ہے[20] اور عبرت اور غور و فکر سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ الماوردی نے کہا: ذکر کے دو معنی ہیں، ایک فقہ اور دوسرا عبرت[21]۔ ابن تیمیہؒ نے کہا: نفع دو اقسام پر مشتمل ہے:

1. نعمت کا حاصل ہونا۔
2. نقصان دہ چیز کا دور ہونا۔

مصیبت کا دور ہونا بذاتِ خود ایک فائدہ ہے۔ اگرچہ اس کے ساتھ کوئی اور فائدہ نہ بھی ہو۔ وہی فائدہ جو کسی اور کے ساتھ بھی فائدہ مند ہوتا ہے اور جس کے ساتھ عذابِ الٰہی کا خوف ہوتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں ذکر سے حاصل ہوتی ہیں۔[22] تدبر کے فائدے اس سے کہیں زیادہ ہیں اور کوئی شخص ان سب کو شمار نہیں کر سکتا۔ لیکن ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ تدبر انسان کو اللہ کی رضا کی طرف لے جاتا ہے، اور وہ اسے اللہ کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب انسان اللہ کی کتاب میں اس کے ارادے کو جانے، پھر اس کے طریقے پر بلا رکاوٹ اور اخلاص کے ساتھ چلے۔ واللہ اعلم۔

[14] الاحقاف: 29
[15] الصواعق المرسلة علی الجھمیة والمعطلة ابن القیم، ج3، ص1049
[16] ص: 29
[17] تفسیر الطبری، ج21، ص190
[18] ص: 29
[19] المدثر: 54-56
[20] تفسیر الطبری، ج4، ص219
[21] النکت والعیون للماوردی، ج4، ص383
[22] مجموع فتاوی ابن تیمیہ، ج4، ص227

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

قرآن سے استفادے کے بارے میں ابن القیمؒ کا عظیم اصول

ابن القیمؒ فرماتے ہیں اگر تم قرآن سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو جب اس کی تلاوت کرو تو اپنے دل کو حاضر کرو، اپنی سماعت کو متوجہ کرو اور یہ تصور کرو کہ یہ تم سے اللہ تعالیٰ خود مخاطب ہو رہا ہے، کیونکہ درحقیقت یہ کلام تم سے اللہ تعالیٰ ہی کر رہا ہے۔ چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے:

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾[23]

"بلاشبہ اس میں اس شخص کے لیے یقیناً نصیحت ہے جس کا کوئی دل ہو، یا کان لگائے، اس حال میں کہ وہ (دل سے) حاضر ہو۔"

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مکمل اثر اسی وقت ہو گا جب دل متوجہ ہو، سمجھنے والا ہو، قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور کوئی رکاوٹ نہ ہو جو اثر کو زائل کر دے۔ اس آیت میں یہ سب کچھ اجمالی طور پر موجود ہے، اور اس کا ثبوت درج ذیل الفاظ اور ان کے معانی سے ملتا ہے:

1۔﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ﴾ یہاں "ذکر" سے مراد وہ چیز ہے جو اثر ڈالے۔

2۔﴿لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ﴾ یہاں "قلب" سے مراد زندہ دل ہے جو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

3۔﴿أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ﴾ یعنی اپنے کانوں کو متوجہ کرے، پوری توجہ سے سنے۔ یہ کہا جاتا ہے، اور یہ اثر پذیر ہونے کی شرط ہے کہ کلام سے متاثر ہوا جائے۔

4۔ اور اس کا فرمان: ﴿وَهُوَ شَهِيدٌ﴾ یعنی دل کا حاضر ہو، غافل نہ ہو۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: "سننے والا اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنتا ہے جبکہ اس کا دل بیدار اور حاضر ہو، ایسا نہ ہو کہ وہ غافل ہو۔" یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اثر پذیر ہونے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے جب دل غافل اور بے خبر ہو اور بات کو قبول کرنے اور اس پر غور کرنے سے رک جائے۔ پس جب مؤثر (اثر ڈالنے والی چیز) حاصل ہو، اور وہ قرآن ہے، اور محل قابل (اثر قبول کرنے کی جگہ) حاصل ہو، اور وہ زندہ دل ہے، اور شرط پوری ہو، اور وہ کان لگا کر سننا ہے، اور مانع ختم ہو جائے، اور وہ دل کا کسی اور چیز میں مشغول ہونا اور خطاب کے مفہوم سے غافل ہو جانا ہے، تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اثر واقع ہو گا، یعنی فائدہ اور نصیحت حاصل ہو گی۔[24]

جو لوگ فہم اور غور و فکر میں مہارت رکھتے ہیں، ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ تدبر اور علم کے استنباط پر توجہ دیں۔ اسی طرح جو لوگ علم میں گہرائی رکھتے ہیں اور اس کے اصولوں سے واقف ہیں، ان کے لیے بھی یہی طریقہ بہتر ہے۔ لیکن جو لوگ اس سطح پر نہیں ہیں، ان کے لیے بہتر ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کریں، بغیر کسی بوجھ یا تھکاوٹ کے، اور اسے جلد بازی کے ساتھ نہ پڑھیں۔[25]

سلف صالحین کے فعل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب وہ قرآن کریم کی کسی سورت کو پڑھتے، تو اس کے احکام اور علم کو سیکھتے، یہاں تک کہ وہ ان کے دلوں، اخلاق اور رویوں میں رچ بس جاتی۔ وہ غور و فکر اور تدبر میں وقت گزارتے، یہاں تک کہ وہ آیات ان کے وجود کا حصہ بن جاتیں۔ جب ان میں سے کوئی ایک لمبی سورت پڑھتا، تو لمبی تدبر و تفکر کی راتوں کے بعد بھی وہ اس سے سخت متاثر ہوتا، اور اس کے اثرات شدید انداز میں محسوس کرتا۔ یہ حیران کن ہے کہ ہم نے کتنے ہی سال تدبر میں گزار دیے، مگر وہ تدبر جو ہمارے دنوں اور راتوں میں ایک مجاہدے کی صورت اختیار کر لے، وہ ناپید ہو چکا ہے۔ ان کے لیے ہر حرف میں نصیحت اور ہر لفظ میں عبرت تھی۔ ہر آیت ان کے دل و دماغ پر نقش ہو جاتی۔ ان کے ہاں تلاوت ایک رسمی عمل نہیں تھا، بلکہ وہ تدبر اور غور و فکر کے ساتھ تلاوت کرتے، اور اس کے اثرات اپنی زندگی میں اپناتے۔ اگر تلاوت تدبر کے بغیر ہو، تو وہ محض نیند کی تمہید بن کر رہ جاتی ہے۔ امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ذکر کیا کہ کچھ لوگ رات میں ایک یا دو مرتبہ قرآن مجید ختم کرتے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

"أولئك قرؤوه ولم يقرؤوه، كنت أقوم مع النبي ﷺ ليلة، فكان يقرأ سورة البقرة وآل عمران والنساء،فلايمربآية فيهاخوف إلادعا الله واستعاذ، ولا بآية فيها استبشار إلا دعا الله ورغب إليه"[26]

---

[23] ق:37

[24] الفوائد، ص3

[25] الفوائد، ص3

[26] مسند احمد، ج6، ص92

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

”وہ لوگ اسے پڑھتے تھے لیکن اس کی تلاوت نہیں کرتے تھے۔ یہں ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ قیام کر رہا تھا، آپ ﷺ سورۃ البقرہ، آل عمران اور النساء کی تلاوت فرما رہے تھے جب کسی آیت میں خوف کا ذکر آتا تو آپ ﷺ دعا اور اللہ سے پناہ مانگتے اور جب کسی آیت میں خوشخبری ہوتی تو آپ ﷺ اللہ سے دعا اور رغبت کا اظہار فرماتے۔“

یہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی رات کی عبادت اور تلاوت قرآن کے طریقے کو بیان کر رہی ہے۔

امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن کے ساتھی سے فرمایا:

"اقْرَأْ وَارْتَقِ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا"[27]

”پڑھو اور چڑھو جیسے تم دنیا میں تلاوت کرتے تھے کیونکہ تمہاری منزل وہی ہے جہاں تم آخری آیت پڑھو گے۔“

اس قاری کو قرآن کا ساتھی نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ وہ ہمیشہ قرآن کے ساتھ نہ ہو، اور اس کی تعلیمات پر عمل نہ کرے۔ اگر کوئی قرآن کے احکامات پر عمل پیرا ہو اور اس کی اخلاقیات کو اپنائے، تو وہی حقیقی معنوں میں قرآن کا ساتھی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسی طرح اگر کسی شخص کے اخلاق قرآن جیسے ہوں، تو وہ قرآن کا ساتھی کہلانے کا مستحق ہے، ورنہ وہ اس کا ساتھی نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ قاری قرآن سے یہ نہ فرماتے: ”اقْرَأْ...“ غور کیجیے! ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

”صاحب قرآن وہ شخص ہے جو اس کو جانتا ہو اور اس پر عمل کرے، چاہے اس نے اسے حفظ نہ بھی کیا ہو۔ اور جو شخص اسے صرف یاد کر لے مگر اس کے معانی نہ سمجھے اور اس پر عمل نہ کرے، تو وہ قرآن کے اہل میں سے نہیں، بلکہ وہ محض اس کے الفاظ کا تلفظ درست کرنے والا ہے، جیسے تیر سیدھا کرنے والا ہوتا ہے۔“[28]

قرآن کے تدبر کے چند نمایاں اصول

قرآن کریم کا تدبر ایک بنیادی مقصد ہے جس کے لیے اسے نازل کیا گیا، یہ اس کے احکام کو سمجھنے کا ذریعہ ہے اور اس کی غایات و مقاصد کو واضح کرنے کا راستہ ہے۔ پس، قرآن کو صحیح طریقے سے سمجھنے کے لیے، اس کے مقاصد اور غایات کو جاننا ضروری ہے، اور یہ علم اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی آیات پر غور و فکر نہ کیا جائے اور ان پر تدبر نہ کیا جائے تاکہ ان کے حکمت و معانی تک پہنچا جا سکے۔

اور نبی کریم ﷺ کی حدیث میں آیا ہے:

"وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ"[29]

”یعنی جب بھی کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن پڑھتی اور اس کا درس و تدریس کرتی ہے، تو ان پر سکون نازل ہوتا ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس موجود ہستیوں میں یاد فرماتا ہے“

حالانکہ بہت سے لوگ بکثرت قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، خاص طور پر رمضان میں، لیکن ان میں سے اکثر بغیر تدبر اور فہم کے تلاوت کرتے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جس نے قرآن کے بنیادی مقصد کو کمزور کر دیا، جو کہ اس پر عمل کرنا، اس کے احکام کی پیروی کرنا، اس کے احکامات کو ماننا، اور اس کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرنا ہے۔ یہاں قرآن کے ساتھ زندگی گزارنے کے حوالے سے بات کی جا رہی ہے۔ تدبر اور اس کے طریقوں پر تفصیل سے بات کرنا ممکن نہیں، کیونکہ اس موضوع پر علماء کی جانب سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ تاہم، جو شخص تدبر کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے کچھ بنیادی اشارے ضرور دیے جا سکتے ہیں جو تدبرِ قرآن میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ اصل چیز قرآنِ کریم کی تلاوت ہے! حتیٰ کہ جو شخص حفظِ قرآن کا ارادہ رکھتا ہے، اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ تدبر کے بغیر محض حفظ پر اکتفا نہ کرے، بلکہ پہلے تدبر کرے۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کے برعکس رویے سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

---

[27] المسند، ج2، ص192

[28] الفوائد، ص3

[29] صحیح مسلم، ج8، ص71

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"میں نے ایک شخص کو دیکھا جو قرآن میں سے کچھ پڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ وہ سورہ ختم کرنے لگا تو اس نے فوراً دوسری سورہ شروع کر دی، اس طرح کہ اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ اس میں کیا حکم ہے اور اس کا مفہوم کیا ہے۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ تدبر کے ساتھ پڑھے۔"[30]

یہی طریقہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام ؓ کا بھی تھا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن السلمیؒ فرماتے ہیں: ہمیں ان صحابہ نے بتایا جو قرآن سیکھا کرتے تھے، جیسے حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگرؓ۔ وہ کہا کرتے تھے: ہم جب نبی کریم ﷺ سے دس آیات سیکھتے تو جب تک ان پر عمل نہ کر لیتے، آگے نہیں بڑھتے تھے۔ چنانچہ ہم نے قرآن، علم اور عمل کو اکٹھا سیکھا۔[31] یہی وجہ ہے کہ وہ قرآن کو یاد کرنے میں جلدی نہیں کرتے تھے، بلکہ تدبر کے ساتھ سیکھتے تھے۔

تلاوت کے لیے تیاری اور آداب کی رعایت:

اس کے لیے ضروری ہے کہ مناسب جگہ اور وقت کا انتخاب کیا جائے، ذہنی یکسوئی کو برقرار رکھا جائے اور غفلت سے اجتناب کیا جائے۔ تلاوت کے آداب بہت زیادہ معلوم ہوتے ہیں، لیکن محض ان کا علم کافی نہیں، بلکہ تلاوت سے پہلے ان کو اپنانا ضروری ہے تاکہ دل اللہ کے کلام کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو۔ دل کو تیار کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کسی عبادت، جیسے فرض نماز کے بعد یا کسی نیکی کے قریب، یا اللہ کے کسی عظیم انعام یا کسی وعظ کو سننے کے بعد کی جائے جس سے دل پر اثر پڑے، یا جب کسی حاجت کے لیے اللہ سے دعا کی جا رہی ہو اور وہ فوراً قبول ہو جائے۔ فہم اور تدبر کی اہمیت کو یاد رکھنا، فہم اور تدبر کو یاد رکھنا عظیم اجر کا سبب بنتا ہے جو محض حروف کی تعداد پر ملنے والے ثواب سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کو یاد رکھنے میں دو فائدے ہیں:

1. ذہن کی بے دھیانی ثواب کے فوت ہونے کا سبب بنتی ہے، کیونکہ تلاوت میں یکسوئی نہیں رہتی۔
2. زبان سے تلاوت کے دوران دل کا بھی اس میں مشغول ہونا ضروری ہے، تاکہ زبان اور دل دونوں ثواب میں شریک ہوں۔ اگر زبان حروف کی تعداد پر اجر اکٹھا کر رہی ہو لیکن دل اس میں شامل نہ ہو تو اصل اجر حاصل نہیں ہوگا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ تدبر اور غور و فکر کے ساتھ قرآن کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں۔ غور و فکر کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا ایک ایسا دروازہ کھولتا ہے جس سے قاری کے لیے وہ معانی کھل جاتے ہیں جو عام طور پر ممکن نہیں ہوتے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر، تلاوت کے دوران یا بعد میں آنے والے خیالات اور معانی کو نوٹ کرنا مفید ہے، اور ساتھ ہی ہر آیت کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ"[32]

"قرآن تمہارے حق میں حجت ہوگا یا تمہارے خلاف"

یہ سب کچھ اس چیز پر مددگار ہے کہ قرآن کی آیات دن اور رات کے وقت بامقصد اور غور و فکر کے ساتھ دل پر اترتی رہیں۔ مطرف بن عبداللہ بن شخیر کہتے ہیں: میں رات کے وقت جب اپنے بستر پر لیٹا ہوتا ہوں تو میں قرآن میں غور و فکر کرتا ہوں۔ میں اپنے آپ کو اہل جنت کے اعمال سے پرکھتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے اعمال بہت سخت ہیں:

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾[33]

"رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے۔"

جھٹلانے والی توبہ کے بارے میں سوچیں تو یہ آیت نظر آتی ہے:

﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا﴾[34]

"اور کچھ دوسرے ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا، انھوں نے کچھ عمل نیک اور کچھ دوسرے برے ملا دیے۔"

---

30 بحث الواجب الدعوی علی حملۃ القرآن، ج1، ص25

31 الفوائد، ص3

32 صحیح مسلم، ج1، ص140

33 الذاریات: 17

34 التوبہ: 102

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

خاص طور پر اس شخص کے لیے جو بغیر غور و فکر کر کیے قرآن کریم کو صرف ظاہری نظر سے دیکھے۔ ان تفاسیر میں صحابہ، تابعین اور ان کے پیروکاروں کی تفاسیر شامل ہیں، جیسے کہ ""تفسیر ابن کثیر"" اور ""تفسیر طبری""، کیونکہ ان کی طرف رجوع کرنا کتاب و سنت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے، خاص طور پر سلف صالحین کے فہم کو سمجھنے میں صرف مختصر تفاسیر پر اکتفا کرنے پر بھی ممانعت نہیں ہے خصوصاً جو قرآن مجید کے حواشی میں درج ہیں۔ ان میں خصوص عربی الفاظ کی وضاحت بھی ہے اور مشکل مقامات کا حل بھی موجود ہے یا کچھ خاص احکام کی وضاحت بھی، مثلاً زبدۃ التفسیر از شیخ محمد سلیمان اشقر۔

آیات کس سبب سے نازل ہوئیں:

یہ قرآن کریم کے تدبر میں ایک اہم معاملہ ہے، کیونکہ بہت سی آیات مخصوص حالات اور واقعات کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ ان آیات کو ان کے سیاق و سباق میں سمجھنا ضروری ہے تاکہ انہیں آج کے مسلم معاشرے پر لاگو کیا جا سکے۔ تاریخ خود کو دہراتی ہے اور واقعات میں بے حد مشابہت ہوتی ہے، جیسے کہ ایک نمونہ بار بار سامنے آئے۔ آیات کا بار بار دہرانا خاص طور پر وہ آیات جو قاری کے حالات سے مطابقت رکھتی ہوں قاری کے دل پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ یہ سلف صالحین کی عادت تھی کہ وہ کسی آیت کو صبح سے شام تک بار بار دہراتے۔ نبی ﷺ کے بارے میں ثابت ہے کہ انہوں نے پوری صبح ایک آیت کو دہراتے گزار دی، وہ آیت یہ ہے:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾[35]

""اگر تو انھیں عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بیشک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔""

پس، ایک آیت اپنے مختلف معانی میں گہرائی کے ساتھ غور و فکر کرنے کی اجازت دیتی ہے، اور اس پر تدبر انسان کے دل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص آیت پر غور کرتا ہے، اور اسے اپنے حالات پر لاگو کرتا ہے، تو وہ اس کے حکم کو بہتر سمجھ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب حضرت ابا سلیمان درویش نے ایک شخص سے کہا: ""کیا یہ آیت تم پر لاگو ہوتی ہے؟"" اور وہ شخص قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو گیا، اور جب وہ اس آیت پر پہنچا تو کہنے لگا: ""ہاں، میں اس کا مستحق ہوں۔""

خلاصہ بحث:

قرآنِ کریم غور و فکر کی دعوت دے کر انسان کو معرفتِ الٰہی، بصیرت، حکمت، اخلاقی پختگی اور اجتماعی شعور کی طرف لے جاتا ہے۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ:

1. تدبرِ قرآن انسانی عقل کو جمود سے نکال کر فکری وسعت بخشتا ہے۔
2. یہ ایمان کو مضبوط اور یقین کو مستحکم کرتا ہے۔
3. انسان کے اندر روحانی پاکیزگی اور خدا ترسی پیدا کرتا ہے۔
4. اخلاقی اقدار کو محکم اور کردار کو سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔
5. فرد اور معاشرہ دونوں میں ذمہ داری، انصاف، خیر خواہی اور اعتدال کے اصولوں کو فروغ دیتا ہے۔
6. کائنات، انسان، تاریخ اور زندگی کے بارے میں عمیق فہم پیدا کرتا ہے۔
7. فرد کی شخصیت میں ہمہ جہتی متوازن تعمیر کا باعث بنتا ہے۔
8. یوں قرآنِ کریم میں غور و فکر ایک ایسی روشنی ہے جو انسان کی پوری زندگی کو منور کرتی ہے۔

تجاویز و سفارشات

1. نصابِ تعلیم میں تدبرِ قرآن کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ صرف تلاوت ہی نہیں بلکہ معانی، پیغام اور حکمت کو سمجھ سکیں۔
2. مساجد اور اداروں میں تدریسی و تربیتی حلقے قائم ہوں جہاں قرآن کے فکری اور عملی پہلوؤں پر گفتگو ہو۔
3. تدبرِ قرآن پر جدید سائنسی، نفسیاتی اور سماجی نقطۂ نظر سے مزید تحقیق کی جائے تاکہ موجودہ دور کے فکری چیلنجز کا جواب دیا جا سکے۔
4. افراد کی ذاتی سطح پر تدبر کا معمول بنایا جائے—روزانہ تھوڑا وقت آیات کے معانی، اسباق اور عملی پہلوؤں پر سوچنے کے لیے مخصوص کیا جائے۔
5. علماء و محققین قرآنی فکر کے فروغ کے لیے عصری ذرائع ابلاغ کا مؤثر استعمال کریں، خصوصاً مختصر ویڈیوز، تحریری نوٹس اور تربیتی کورسز کی شکل میں۔

---

[35] المائدۃ:118

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

6. خاندان کے اندر تدبرِ قرآن کی محفلیں قائم کی جائیں تاکہ نسلوں میں فکری و اخلاقی تربیت کا ماحول پیدا ہو۔